Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

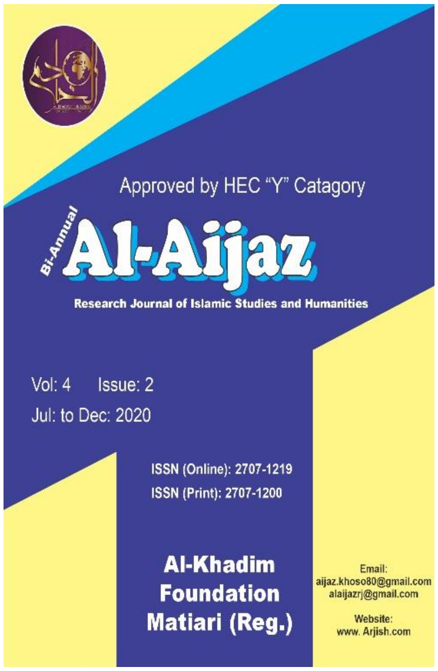


TOPIC:

# Services of Shah Kalīmullah and Their Effects on Society

AUTHORS:

1. Sadia Nureen, Lecturer, Department of Islamic Studies Government Sadiq College For Women University, Bahawalpur.
2. Dr. Humayun Abbas, Professor, Department of Islamic Studies Government College University, Faisalabad.

**How to cite:**
Nureen, S., & Abbas, H. . (2020). U-24 Services of Shah Kalīmullah and Their Effects on Society. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *4*(2), 362-375.
https://doi.org/10.53575/u24.v4.02(20).362-375

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/259

Vol: 4, No. 2 | July to December 2020 | Page: 362-375
Published online: 2020-12-20

QR Code

# شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ کی خدمات اوران کے سماجی اثرات

## Services of Shah Kalīmullah and Their Effects on Society

Sadia Nureen*
Dr. Humayun Abbas**

**Abstract**
A monastery is in fact a training ground like the Sufa school in the era of rasool, where the Shaykh trains his disciple spiritually and morally and connects him with Allah, the Lord of Glory. The first is to promote the love of Allah and His Messenger and create peace, harmony and love among the society.The work of propagating the religion of Islam is the result of the preaching efforts of the Sufis in most countries. Shah Kaleemullah Jahan Abadi is a famous elder of the Chishtia dynasty. He was born in 1650 in Delhi.Shah Kaleemullah belonged to an intellectual and spiritual family. Especially in architecture where it was second to none. He established a great Islamic institution and Khanqah in Dehli. Students from far and wide used to attend classes. Meals were free. Hadith teaching had become popular. Where purification and settlement were achieved, where unity and brotherhood were taught. Simplicity, knowledge and practice, training and ethics are paramount in the structural elements of the monastic system.
**Keywords:** Monastery, Services, Effects, Era, Spirituality, Sufa School, Sufis, Harmony, Love, Dynasty.

شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی دہلویؒ کی ولادت ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۶۰ھ میں ہوئی ایک جگہ مناقب المحبوبین میں آپ کا سن ولادت ۱۰۸۰ھ درج ہے جو کہ درست نہیں۔ کیونکہ شاہ صاحب نے خود مکتوب نمبر ۱۲۵ میں درج کیا ہے کہ :

"از حال خود گویم بست وچہارم جمادی الثانی مولد فقیر است وتاریخ تولد فقیر غنی است۔"[1]

"یعنی فقیر کا تولد ۲۴ جمادی الثانی کو ہوا اور تاریخ تولد سے فقیر نے "غنی" اخذ کیا ہے۔"

شاہ صاحب کی تعلیم وتربیت اور شیوخ کی طرف جانے سے قبل ان کے خاندان کا مختصر احاطہ ضروری ہے۔

شاہ صاحب کے دادا احمد معمار عہد شاہجہانی کے ماہر فن معمار تھے۔ان کو حکومت کی طرف سے نادر العصر کا خطاب ملا۔ وہ علم نجوم، ریاضی، اقلیدس وغیرہ جیسے علوم پر کامل عبور رکھتے تھے۔ماہر ریاضیات ہونے کے ساتھ ساتھ خواجہ نصیر طوسی کی تحریر اقلیدس کے عالم تھے۔ صاحب مناقب المحبوبین رقمطراز ہیں کہ :

"نام پدر ایشاں حاجی نور اللہ بن شیخ احمد بن شیخ حامد صدیقی از اولاد ابو بکر صدیق اند۔"[2]

"ان کے والد کا نام حاجی نور اللہ بن شیخ احمد بن شیخ حامد صدیقی ہے اور وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اولاد میں سے تھے۔"

احمد معمار کے سب سے چھوٹے بیٹے نور اللہ تھے جو شاہ کلیم اللہ کے والد اور ماہر فن معمار تھے۔ دہلی کی جامع مسجد پر جو کتبے موجود

* Lecturer, Department of Islamic Studies Government Sadiq College For Women University, Bahawalpur.
** Professor, Department of Islamic Studies Government College University, Faisalabad.

ہیں وہ نور اللہ ہی کے دست ماہرانہ کا کرشمہ ہیں جن پر ان کا نام بھی موجود ہے۔ شاہ صاحب کے خان دان کے تعمیری کارناموں میں چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ تاج محل۔ آگرہ

۲۔ جامع مسجد۔ دہلی

۳۔ لال قلعہ۔ دہلی

۴۔ محل نواب آصف خان۔ لاہور

۵۔ مقبرہ دلراس بانو بیگم، اورنگ آباد

شاہ صاحب کو تعلیم و تربیت کے سلسلے میں چند بڑے شیوخ کی صحبت میسر ہوئی جن کی شخصیات کا شاہ صاحب پر گہرا اثر رہا۔ آپ نے ابتداء سے بڑی محنت اور جانفشانی سے علم حاصل کیا۔ بعد ازاں شیخ بہلول برھان الدین اور شیخ ابو الرضاء الھندی کے پاس زانوئے تلمذ طے کیا۔ شیخ ابو الرضاء شاہ ولی اللہؒ کے تایا تھے۔ اور انہیں کی نسبت شاہ صاحب کا تعلق ولی اللہ خاندان سے بنتا ہے۔ شیخ ابو الرضاء نے اپنے شاگرد کے قلب و ذہن پر نمایاں اثرات مرتب کیے۔

شیخ ابو الرضاء خود حافظ بصیر جیسے استاد کے شاگرد تھے اور خواجہ باقی باللہ کے دست اقدس پر بیعت تھے۔ اپنے وقت کے جید عالم اور جامع المعقول والمنقول تھے۔ شاہ ولی اللہ انفاس العارفین میں لکھتے ہیں کہ شیخ ابو الرضاء درس و تدریس کا شوق رکھتے تھے اور شائقین علم کی تشنگی کو دور کرنے کے لیے ان کی طرف پوری طرح سے متوجہ ہو جاتے تھے اور آخر زمانے میں تفسیر بیضاوی اور مشکوۃ کے علاوہ کسی کتاب کا درس دینا پسند نہ کرتے تھے۔[3]

شاہ صاحب کا اخلاق حسنہ درج ذیل حدیث کا مصداق تھا۔

"یسرو اولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا۔"[4]

انہوں نے دشمنوں کے لیے بھی آسانیاں پیدا کیں اور اگر کسی نے برا بھلا کہہ دیا تو اس کو بھی معافی کی بشارت دی۔ یہاں تک کہ دکن کے کچھ لوگوں نے ان کو گالیاں دیں۔ جب آپؒ تک معاملہ پہنچا تو آپؒ نے یوں فرمایا:

"ہر کہ مارا بدیاد می کند ما مستحق زیادہ۔"[5]

کوئی شخص اگر ہمیں برائی سے یاد کرتا ہے تو ہم اس سے زیادہ برائی کے مستحق ہیں۔ آپؒ نہایت حلیم الطبع، خوش مزاج اور معاف کر دینے والے انسان تھے۔

**شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی کی سماجی خدمات**

برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ چشتیہ کی باقاعدہ ترویج خواجہ معین الدین اجمیریؒ کے دور میں ہوئی۔ آپؒ نے سلسلہ کے اصول وضع کیے اور ان پر

نہ صرف خود کاربند رہے بلکہ آپ کے خلفاء اور متبعین بھی انہیں اصولوں کے ساتھ سلسلہ کی ترویج کرتے رہے۔ مگر خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے بعد یہ تسلسل قائم نہ رہ سکا۔اس کی بہت سی وجوہات میں سے اہم ترین وجہ برصغیر کے وہ سیاسی اور معاشرتی حالات ہیں جو معاشرے میں بگاڑ کا سبب بنیں۔چراغ دہلویؒ کے بعد سلسلہ چشتیہ کے زوال کے علاوہ ازیں چند اسباب ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

۱۔ خواجہ چراغ دہلویؒ تک سلسلہ چشتیہ کا مرکزی نظام قائم رہا۔خانقاہیں دور دراز علاقوں میں قائم ہوئیں مگر ان کا رابطہ دہلی، اجودھن اور اجمیر سے قائم تھا اور تمام خلفاء سلسلہ کے بنیادی اصولوں پر کاربند رہتے۔ مگر بعد ازاں برصغیر کے معاشرتی احوال کے بدلنے اور سیاسی زبوں حالی کے پیش نظر سلسلہ چشتیہ کی یہ مرکزیت ختم ہوگئی اور مختلف خانقاہوں میں داخلی نظام یکسر تبدیل ہوگیا۔

۲۔ سلسلہ کے بنیادی اصولوں میں ایک اصول یہ تھا کہ حکمران وقت سے مکمل طور پر کنارہ کشی اختیار کرکے صرف تبلیغ دین کا کام کیا جائے۔ چنانچہ اس ضمن میں صاحب سیر نے بابا فرید الدینؒ کا قول نقل کیا ہے کہ

''لواردتم بلوغ درجة الکبار فعلیکم بعدم الالتفات الی ابناء الملوک۔''[6]

''یعنی اگر تم روحانی طور پر بلند مرتبہ ہونا چاہو تو سلاطین کی اولاد کی طرف توجہ نہ دینا۔''

لیکن بعد ازاں خلفاء چشت اس اصول پر بھی کاربند نہ رہے اور سلسلہ کے نو عمر افراد نے حکومت وقت کے ساتھ تعلقات قائم کیے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلسلہ چشتیہ کی بنیادیں قائم نہ رہ سکیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی تھی کہ سلسلہ چشتیہ کی نشاۃ ثانیہ کی طرف رجوع کیا جائے۔اس ضمن میں شاہ کلیم اللہ دہلویؒ کی خدمات نمایاں ہیں کہ سترھویں، اٹھارھویں صدی میں مسلمانوں کی زبوں حالی اور برصغیر کے معاشرتی و معاشی حالات کے پیش نظر از سر نو سلسلہ چشتیہ کی ترویج کا کام کیا جائے اور پھر وہی خانقاہی نظام قائم کرکے مختلف سماجی رویوں کی اصلاح کا فریضہ انجام دیا جائے۔

چنانچہ شاہ صاحب کو وہ دور میسر آیا کہ جس میں مغلیہ سلطنت زوال پذیر ہو چکی تھی، معاشرتی انحطاط اپنے عروج پر تھا اور اس تنزل وانحطاط کے دور میں احیاء ملت اسلامیہ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ایک منظم جماعت کی ضرورت تھی۔ مزید برآں شاہ صاحب چونکہ دہلی میں مقیم تھے تو یہ مرکز ہونے کے اعتبار سے معاشرتی طور پر پورے برصغیر میں خاص اہمیت کا حامل تھا۔

شاہ صاحب نے اس ضرورت کے پیش نظر اپنے متبعین کو بھی یہی تلقین کی کہ اعلائے کلمۃ اللہ کی طرف پوری توجہ کے ساتھ مصروف ہو جاؤ۔ چنانچہ خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی کی طرف لکھے گئے ایک مکتوب میں شاہ صاحب رقمطراز ہیں کہ:

''ایں امر است ھر جا باشید در اعلائے کلمۃ الحق باشید و جان و مال خود صرف ایں کار کنید۔''[7]

''یعنی اعلائے کلمۃ الحق میں مصروف ہو اور اپنے جان و مال کو اسی میں صرف کردو۔''

دوسرے مقام پر سلسلہ کی نشاۃ ثانیہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے دنیا سے اعراض کی تلقین یوں فرماتے ہیں کہ:

''معلوم شد کہ تمام اوقات شب و روز در چہ میگذرد محض بمجالست و مخالطت مردم میگذرد باضبط اوقات ہم دارید ضبط اوقات آنکہ ندارد خسر

الدنیاوالآخرۃاست زنہار باین کوچہ نباید رفت انچہ قدر وقیمت دارد اعراض عن الدنیاوالتوجہہ الی اللہ تعالیٰ دارد۔‘‘[8]

شاہ صاحب اپنے اس مکتوب میں تلقین کر رہے ہیں کہ شب وروز کے اوقات کو اس طرح نہ صرف کرو کہ دنیا اور آخرت دونوں خسارے میں آ جاؤ۔ بلکہ دنیا سے اعراض کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کو مرکوز کریں۔

مزید برآں، تاکید کے ضمن میں مکتوب نمبر ۳۴ میں رقمطراز ہیں کہ :

’’ما دشمار اکار فراہم آوردن ٹنگہ ونقد وجنس نیستفراہم آوردن دلہا مطلوب است۔‘‘[9]

’’یعنی ہمارا اور تمہارا کام ٹنکہ ونقد وجنس جمع کرنا نہیں بلکہ دلوں کو اکٹھا کرنا مقصود ہے۔‘‘

## 1۔ شاہ کلیم اللہ دہلویؒ کی علمی وتدریسی خدمات

### i۔ رفاہ عامہ اور مدرسہ خانم بازار:

جس بازار سے لوگ کبھی عیش وعشرت کے لمحات کو ڈھونڈنے میں مصروف نظر آتے تھے۔ اب وہاں شاہ صاحب کی محنت کی بدولت ایک ایسی خانقاہ قائم ہو چکی تھی جو اپنی مثال آپ تھی۔ یہاں طلباء کے رہنے، کھانے پینے اور عام فقراء ومساکین کے لیے مفت تعلیم اور لنگر کا وسیع انتظام تھا۔ چنانچہ شجرۃ الانوار کے مصنف رقمطراز ہیں کہ :

’’بسیارے طلبائے علم آمدہ سکونت می نمودند وسبق کتب بامی خواندند ونان وپارچہ نیز از شاہ صاحب یافتند۔‘‘[10]

’’یعنی بہت سے طلباء ان کی خدمت میں آ کر رہتے اور علم حاصل کرتے تھے ان کو کھانا پینا اور کپڑا بھی شاہ صاحب کے انتظام سے ملتا۔‘‘

شاہ صاحب کے درس حدیث کا شہرہ پورے برصغیر میں تھا۔ یہاں تک کہ مرزا مظہر جان جاناںؒ بھی کبھی کبھار آپ کے درس حدیث میں تشریف لاتے۔ صاحب انوار العارفین لکھتے ہیں کہ مرزا مظہر جان جاناں تشریف لائے تو شاہ صاحب درس بخاری میں مشغول تھے۔ مرزا صاحب بھی طلباء کی صف میں شامل ہو گئے اور شاہ صاحب کے درس حدیث سے استفادہ کیا۔[11]

### ii۔ شاہ کلیم اللہ دہلویؒ کی تصنیفی خدمات:

شاہ کلیم اللہ دہلویؒ نے درس وتدریس، تبلیغ دین اور تحریکی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ تصانیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا تاکہ بعد ازاں لوگ آپ کی گرانقدر تعلیمات سے استفادہ کرتے رہیں۔ صاحب مناقب فریدی نے آپ کی تصنیفات کی تعداد ۳۲ بتائی ہے۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

۱۔ قران القرآن

۲۔ رسالہ ردروافض

۳۔ کشکول کلیمی

۴۔ مرقع کلیمی

۵۔ الہامات کلیمی

۶۔ عشرہ کاملہ

۷۔ سواء السبیل وغیرھم

**iii قران القرآن:**

شاہ صاحب کی یہ تفسیر عربی زبان میں ہے۔ نہایت بلند پایہ تفسیر ہے۔ اس تفسیر کے متعلق صاحب مناقب لکھتے ہیں کہ یہ تفسیر دراصل تفسیر جلالین کے ہم پایہ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہ تفسیر حنفی مذہب کی ہے اور اس تفسیر کا فقہی مذہب شافعی ہے۔ یہ تفسیر ۱۹۲۰ء میں میرٹھ کے مطبع احباب سے شائع ہوئی اور منشی عرفان الحق نے اس کو شائع کیا۔

**iv رسالہ ردروافض:**

شاہ صاحب کے دور میں عقائد کے بگاڑ میں خارجی طور پر ہندومت سے اور داخلی طور پر شیعیت سے خطرہ تھا۔ کیونکہ اکثر لوگ روافض کے عقائد میں بگاڑ پیدا کر کے انہیں عقائد کو اسلام کا نام دے دیتے تھے۔ اکبر کے دور میں روافض نے جو کام کیا اس کی باقیات ابھی بھی موجود تھیں۔ شاہ صاحب نے ردروافض کے نام سے رسالہ تحریر کیا جس میں اسلام کے اصل عقائد کو ترویج دیتے ہوئے روافض کے عقائد باطلہ کا بطلان کیا ہے۔

**v کشکول کلیمی:**

یہ کتاب خالصتاً تصوف پر لکھی گئی۔ اور اس کتاب کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ شاہ صاحب خود فرماتے ہیں کہ:

"کشکولے کہ لقماتش لطیفہ ربانیہ را طاقت بخشند ودر پیکر اسلام مجازی روح ایمان حقیقی دردیدو مردگان طبیعت راحیات جاودانی ارزانی دارد۔"[12]

"یعنی یہ ایک کشکول ہے جس کے لقمے لطیفہ ربانی کو طاقت بخشتے ہیں اور مجازی اسلام کے پیکر میں حقیقی روح ایمانی پھونکتے ہیں اور مردہ ہوچکی طبیعت کو حیات جاودانی بخشتے ہیں۔"

اس کتاب میں شاہ صاحب کا مطمع نظر اصطلاحات تصوف کے حوالے سے رہا۔ آپ نے اس کتاب میں ذکر لطائف کی حقیقت، مراقبات، مکاشفات اور ذکر قلبی کی طرف توجہات کا ذکر کیا ہے۔

پھر اس میں فناء وبقا کی اصطلاحات کا ذکر کیا۔ اسی طرح ذکر، ذکر لطائف، ذکر قلب، مراقبہ احادیث واقربیت، مراقبہ گیسو دراز، کلمۃ اللہ کا تصور، ادب شیخ، ضرورت شیخ، ہیبت شیخ، تجلی انانیت، ذکر ملکوتی جبروتی ولاہوتی ذکر خفی، ذکر میری، ذکر باللسان وغیرھم کی مکمل تشریح کی ہے۔ چنانچہ یہ ایک ایسا کشکول ہے کہ جس سے اسرار ورموز کو جاننے کے لیے دروازے کھلتے ہیں۔

**vi مرقع کلیمی:**

مرقع کلیمی کو صوفیائے متاخرین نے وہی مقام دیا ہے کہ جو صوفیائے متقدمین نے فوائد الفوائد، کشف المحجوب، عوارف المعارف وغیرھم کو دیا

ہے۔اس کتاب میں سلوک کے وہ مقامات اور ذکر و مراقبہ کی وہ کیفیات جن کا کشکول میں ذکر ہے ان کیفیات سے ایک درجہ پہلے جو سالک کی تیاری مطلوب ہے اس کاذکر ہے۔

مشائخ متاخرین جب بھی کسی کو خرقہ عطاء کرتے خرقہ کے ساتھ مرقع کلیمی بھی دیتے اوراس کا روزانہ مطالعہ اپنے معمولات میں رکھتے۔اس کتاب میں آغاز صلوۃ سے ہوتا ہے۔شروع میں اوقات نماز پر بحث کر کے پھر نوافل نماز میں درج ذیل نمازوں کاذکر کرتے ہیں۔

''نماز طول العمر،نماز اویس قرنی،نماز لیلۃالرغائب،نماز رضاءالابوین،نماز سعادت،نماز راحت البرزخ،نماز شفائے مریضاں وغیر ھم۔''

پھر اذکار میں تلاوت قرآن مجید کا ہفت روزہ نصاب مقرر کرتے ہیں۔جن کو منزل تک شنبہ،دوشنبہ،سہ شنبہ،چہار شنبہ،پنج شنبہ،جمعہ ذکر برائے زیارت آنحضرت ﷺ،وغیر ھم کاذکر کرتے ہیں۔

اسی طرح اذکار اجابت دعوات،تالیف قلوب،کے ساتھ ساتھ ادعیہ ماثورہ پر بھی ایک باب باندھتے ہیں۔گویا کہ یہ وہ مرقع سلوک ہے کہ سالک جس میں سے نکل کر اصل مشاہدہ ومکاشفات ودیگر اصطلاحات تصوف کی راہ داری کے لیے تیار ہوجاتا ہے۔

### viiمکتوبات کلیمی:

مکتوبات کلیمی دراصل شاہ صاحب کے گرانقدر علمی سرمایہ ہیں۔جن سے شاہ صاحب کے تبحر علمی،افکار اوران کے کشف کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔ان کی بصیرت اور انتظامی امور میں مرکزیت کے متعلق آگاہی ملتی ہے۔یہ مکتوبات دراصل ان کے تبلیغی مشن اور اصلاحی نظام کی سرگرمیوں کا مکمل خاکہ پیش کرتے ہیں۔

شاہ صاحب کے ان مکتوبات کی کل تعداد ۱۳۲ ہے۔جن میں سے ۱۰۰ سے زائد مکتوبات شیخ نظام الدین اور نگ آبادی کی طرف ارسال کیے گئے۔ان کے علاوہ مولانا نوراللہ،مولانا محمد،دیارام اور عبدالرشید وغیر ھم کی طرف مکتوبات ارسال فرمائے۔

ان کے مکتوبات سے شاہ صاحب کے اوصاف کا بھی پتہ چلتا ہے۔شاہ صاحب اپنے ہی مرید کوان کے مقام ومرتبہ کامانتے ہوئے اوران کی روحانی جگہ کو تسلیم کرتے ہوئے خط کا آغاز اس طرح سے کرتے ہیں کہ:

''مکتوب الی شیخ الاسلام والمسلمین نظام الملۃ والشرع والحق والدین ادام اللہ فیضانہ علی العلمین۔ازاحقر درویش کلیم اللہ۔''[13]

یعنی دوسرے کی حیثیت اور مقام ومرتبہ کو تسلیم کرنا اور خود کو احقر اور درویش جیسے القابات دے کر اپنی ذات کی نفی کرنا،محض انداز تکلم و تخاطب سے ہی آپ کی بصیرت کا پتہ چل جاتا ہے۔پھر انداز تربیت بھی نہایت سادہ،عام فہم،اور نہایت عزت آمیز ہے۔جس مسئلہ پر شدت اختیار کرنا مقصود ہو وہاں شدت اختیار کرتے ہیں اور جہاں بر سبیل تنزل وتذکرہ بات کرنی ہو وہاں وہی انداز اپناتے ہیں۔چنانچہ شاہ صاحب ان مکتوبات میں درج ذیل آیت کی عملی ترجمانی فرماتے ہیں کہ:

''يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديدا۔''[14]''اے ایمان والو!اللہ سے ڈرواور صاف صاف سیدھی بات کیا کرو۔''

ان مکتوبات میں جہاں ضرورت پڑی شاہ صاحب نے استشہادی منہج اختیار کیا ہے۔اور جابجا احادیث نبوی ﷺ،آیات قرآنی اور اقوال صوفیاء

واتقیاء سے استشہاد کر کے گذر جاتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان مکتوبات کا اردو ترجمہ کر کے ان کی تخریج کی جائے اور مختلف مباحث کو سامنے لایا جائے۔ تاکہ عام قاری بھی ان سے مستفید ہو سکے۔

## ۲۔ شاہ صاحب کی دعوتی و تبلیغی خدمات

دعوت و تبلیغ کے حوالے سے بھی شاہ صاحب نے گراں قدر خدمات انجام دیں جیسا کہ شاہ صاحب اپنے خطوط میں مریدین کو ہدایات دیتے ہوئے بار بار جس بات کی رغبت دلاتے ہیں وہ اعلائے کلمۃ الحق ہے۔ اور اس ضمن میں جو اصول اپناتے ہیں وہ قرآن مجید سے لیتے ہیں کہ:

''ادع إلى سبيل ربک بالحكمة والموعظة الحسنة۔''[15] ''اللہ کے راستے کی طرف بلاؤ دانائی اور مواعظ حسنہ کے ساتھ۔''

شاہ صاحب ہمہ وقت اعلائے کلمۃ اللہ کی تلقین کرتے ہیں چنانچہ خواجہ نظام کو ایک خط میں یوں بھی کہتے ہیں کہ جہاں کہیں بھی ہو صرف اپنے آپ کو اعلائے کلمۃ الحق کے لیے وقف کر دو۔

''اکنوں ایں امر است ہر جا باشید در اعلائے کلمۃ الحق باشید و جان و مال خود صرف ایں کار کنید۔''[16]

''اب یہ حکم ہے کہ جہاں کہیں بھی رہو اعلائے کلمۃ الحق میں مصروف رہو اور اپنے جان و مال کو بھی اسی میں صرف کر دو۔''

اعلائے کلمۃ اللہ کی طرف ڈھارس بندھاتے ہوئے نیک بختی کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''شاہد روئے نیک بختی پیدا کند دیگر مر قوم بود آزارہا ہم دارم ظاہر و باطن اللہ يشفيكم جميعكم۔''[17]

''نیک بختی پیدا کر دو سرا لکھا کہ میرے ظاہر اور باطن میں اللہ يشفيكم جميعكم ہے۔''

توبہ کی طرف رغبت دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''واللہ غنی عن العالمین و لکن یقبل التوبۃ عن عبادہ۔''[18] ''اور اللہ تعالی عالمین سے غنی مگر اپنے بندوں کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔''

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں کہ اعلائے کلمۃ الحق کے لیے مقام و مکین کا کوئی تصور نہیں بلکہ شرق و غرب میں یہ کام ہماری ہی ذمہ داری ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

''بہر حال در اعلائے کلمۃ اللہ کوشید و از مشرق تا مغرب ہمہ اسلام حقیقی بر کنید۔''[19]

''کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کے لیے ہر حال میں مشرق سے مغرب تک اسلام حقیقی کی کوشش کرنی چاہیے۔''

ایک مکتوب میں اعلائے کلمۃ الحق ہی کو اللہ کی رضا اور توجہات نبوی ﷺ کا سبب گردانتے ہیں کہ:

''رضائے الٰہی دریں است و اصلاح مفاسدۂ فرزندان آدم نمایند کہ انبیاء مبعوث برائے ہمین کار بودہ اند۔''[20]

''رضائے الٰہی (کلمۃ اللہ) کو بلند کرنے میں ہے اور اولاد آدم کی مفاسد سے اصلاح کرنے میں ہے کہ یہی کام انبیاء کا ہے۔''

سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں کے اصولوں کی طرف یوں اشارہ فرماتے ہیں کہ:

''ہمیشہ در اعلائے کلمۃ اللہ کہ از پیران من و عن رسیدہ کوشش نمایند۔''[21]

''یعنی احیائے دین کی کوشش کرو اور اعلائے کلمۃ الحق ہی ہمارے بزرگوں کا وطیرہ رہا ہے۔''

**i۔ عقائد میں اصلاح اور بین المذاہب ہم آہنگی:**

شاہ کلیم اللہ دہلویؒ نے جس دور میں احیاء ملت و دین کا کام کیا وہ برصغیر کی تاریخ کا ایک نہایت نازک دور تھا۔ اس دور میں مسلمانوں کے سیاسی انحطاط اور تنزلی کے سبب دوسرے مذاہب جن میں خاص طور پر ہندومت سے ایک خطرہ لاحق تھا۔ اور عقائد کے اعتبار سے مسلمانوں یں کمزوریاں پیدا ہونا شروع ہو گئیں۔ ایک اور قابل غور بات یہ ہے کہ اس دور میں معاشرتی ترقی کا مرکز دکن بن رہا تھا اور معاشی ترقی کا مرکز بنگال کی طرف منتقل ہو رہا تھا۔ شاہ صاحب نے نور بصیرت سے اس بات کو بخوبی بھانپ لیا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

''اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله-''[22] ''مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔''

شاہ صاحب اس حدیث کا مصداق نظر آتے ہیں اور دکن کی طرف اپنے عزیز ترین شاگرد اور مرید شیخ الاسلام خواجہ نظام الدین صاحب کو تبلیغ دین کے لیے بھیجتے ہیں۔ انہوں نے اپنے شیخ کے حکم کے مطابق وہاں سلسلہ چشتیہ کے بنیادی اصولوں پر کاربند ہوتے ہوئے نہ صرف سلسلہ کی نشاۃ ثانیہ پر کام کیا بلکہ ترویج دین میں اہم ترین اقدامات کیے۔ ان کی تبلیغی مساعی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے ہندو اسلام کی طرف راغب ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ شاہ صاحب نے تقریباً ایک سو سے زائد خطوط خواجہ نظام الدین کی طرف ارسال کیے اور ان میں وقتاً فوقتاً حالات کا جائزہ لیتے ہوئے ہدایات فرمائیں۔ سلسلہ چشتیہ کے بنیادی اصولوں یں ایک اصول بین المذاہب ہم آہنگی بھی ہے۔ شاہ صاحب نے حکم فرمایا کہ غیر مسلموں کو اپنی صحبت میں آنے دو اور مکمل ضابطہ اخلاق کے ساتھ دعوت دو۔ یہ اسلوب قرآن مجید کے درج ذیل تین اصولوں پر مبنی تھا۔

۱۔ ''لا إکراہ فی الدین-''[23] ''دین میں کوئی جبر نہیں۔''

۲۔ ''قل یا أھل الکتاب تعالوا إلی کلمة سواء بیننا وبینکم-''[24]

''فرما یاد کیجیے کہ اے اہل کتاب آؤ اس کلمہ (توحید) کی طرف جو تم میں اور ہم میں مشترک ہے۔''

۳۔ ''ولا تسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبوا الله عدوا بغیر علم-''[25]

یعنی ''اور مت برا بھلا کہو ان کو جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں کہ (اس کے نتیجے) میں وہ لوگ اللہ کو برا بھلا کہیں گے بغیر جانے۔

بین المذاہب ہم آہنگی میں شاہ صاحب نے یہی اصول قائم رکھنے کی ہدایت کی۔ ایک تو دین میں کوئی جبر نہیں دوسرا توحید حق تعالیٰ پر بات کی جائے اور تیسرا ان کے معبودوں کو برا نہ کہا جائے کہ اس کے نتیجے میں وہ تمہارے معبود حقیقی کی ذات میں سب و شتم سے کام لیں گے۔

شاہ صاحب کی مساعی کا نتیجہ یہ نکلا کہ دیارام جو کہ دکن کا ایک مشہور اور طاقتور ہندو تھا اس نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر شاہ صاحب نے ایک خط دیارام کی طرف بھی ارسال کیا۔ اور اس بات سے منع فرمایا کہ وہ اپنا مسلمان ہونا پوشیدہ رکھے۔ چنانچہ مکتوب نمبر ۲۸ میں فرماتے ہیں کہ:

''و دیگر مرقوم بود بہیہ دیارام و ھندو یاسے دیگر بسیار ور ربقہ اسلام در آمدہ اند اما بامر دم قبیلہ پوشیدہ مے مانند۔''[26]

''اور یہ لکھا گیا کہ دیارام اور دیگر ہندو اسلام میں داخل ہو گئے اور جو لوگ قبیلہ کے پوشیدہ تھے۔''

### ii۔امراء کی اصلاح میں شاہ کلیم اللہ دہلویؒ کی کوششیں:

شاہ صاحب جہاں دیدہ شخصیت تھے۔ وہ زمانے کے اس چلن کو جانتے تھے کہ امراء ایسے لوگ ہیں کہ زمانے میں معاشرت کے اعتبار سے غرباء ان سے متاثر ہوتے ہیں۔اور ہر غریب کا ذہن تو نہیں بدلا جاسکتا ہے کہ امراء کا کیا گیا ہر کام صحیح نہیں لیکن اگر طبقہ امراء کی اصلاح کی طرف توجہ دی جائے تو بہت سے لوگ صرف ان کو دیکھ کر اس ریت کو اپنالیں گے۔

چنانچہ آپؒ نے شیخ نظام الدین اور نگ آبادی کو خط میں لکھا کہ:

''مقصود از دخول اہل دول نہ آنست کہ ایشاں طے مراتب درویشی کنند و در مجلس سماع ذوق و شوق رود ہند و در مجلس ذکر ہمچو درویشاں ذکر نمایند بلکہ مقصود آں است کہ بہ سبب دخول ایں مردم اکثر مردم دیگر داخل می شوند۔''[27]

یعنی اہل دول کے سلسلہ میں داخل ہونے سے مقصود یہ نہیں کہ وہ درویشی کے مراتب طے کریں بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان کے شامل ہونے سے بہت سے اور لوگ سلسلہ میں داخل ہوں گے کیونکہ عوام کی نظر میں ان لوگوں کا سلسلہ میں داخل ہونا اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ دولت مندوں کی دولت کی طرف نظر نہ کی جائے بلکہ ان کی اصلاح کی طرف توجہ رکھی جائے۔اگر دولت مند کی اصلاح ہو جائے تو وہ عام دنیادار دولت مند نہیں رہ جاتا بلکہ اپنی دولت کو راہ خدا میں استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے جو کہ اصل مقصود اصلاح ہے۔

''بہ یقین شناسید کہ دولت منداں ہر گز در ہیچ عصرے مرید ہیچ شیخے نشدہ اند اگر شدہ دولت مند نماندہ ہمہ را گذاشتہ لنگ بستہ اند۔''[28]

''یعنی اس بات پر یقین رکھو کہ دولت مند کسی بھی عصر میں شیخ کے مرید نہیں ہوئے اگر مرید ہوئے ہیں تو دولت مند نہیں رہے بلکہ سب کچھ راہ خدا میں لٹا کر کمر بستہ ہو گئے ہیں۔''

دکن کے لوگوں کے رہن سہن اور معاشرت کے عین مطابق جو اصول شاہ صاحب نے وضع کیے ان کا گہرا اثر مرتب ہوا۔اور دور رس نتائج حاصل ہوئے۔

### ۳۔شاہ کلیم اللہ دہلویؒ کی اصلاح تصوف میں خدمات

شاہ صاحب کے دور میں تصوف کے اندر غلط قسم کے رویوں نے جگہ پالی تھی جن کی اصلاح میں شاہ صاحب نے نمایاں خدمات انجام دیں جن میں چند خدمات درج ذیل ہیں۔

### i۔شاہ کلیم اللہ کا نظام تربیت:

شاہ صاحب نے سلسلہ چشتیہ کے مرکزی نظام کو نہ صرف دوبارہ زندہ کیا بلکہ اس کو دوام بھی بخشا آپ نے ایک منظم و مربوط نظام تعلیم و تربیت وضع کیا جس کے اصول انہوں نے اپنے ایک مکتوب میں بیان فرمائے۔شاہ صاحب کے نظام تربیت کے درج ذیل نمایاں اصول ہیں:

اسلام نے انسانیت کے جو معیار مقرر کیے ہیں ان میں سے ایک معیار یہ ہے کہ وہ شخص جو لوگوں کے لیے نفع کا کام کرے وہ لوگوں میں سب

سے بہترین ہے یہ معیار درج ذیل حدیث میں مقرر کیا گیا ہے:

"خیر الناس من ینفع الناس۔"[29]

"لوگوں میں بہترین وہ ہے جو لوگوں کو نفع (خیر) پہنچائے۔"

اس معیار کے عین مطابق شاہ کلیم اللہ نے اپنے نظام تربیت کا پہلا اصول یہ رکھا کہ ہمارا مقصود صرف لوگوں کو خیر پہنچانا ہے چنانچہ مکتوبات کلیمی میں آپ بیان کرتے ہیں:

"اولاً آنکہ مقصود ایصال خیر است۔"[30]

پہلا اصول یہ ہے کہ ہمارا مقصود خیر پہنچانا ہے۔ اور یہ اصول درج ذیل اصول کی متابعت میں ہے کہ:

دین اسلام میں ہر عمل کا دار و مدار نیت پر موقوف ہے۔ یہ معیار درج ذیل حدیث میں ذکر کیا گیا ہے:

"انما الاعمال بالنیات۔"[31] "بے شک اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔"

شاہ صاحب بھی خلوص نیت کو خیر کے حصول کا ذریعہ مانتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

"ثانیاً آنکہ در ایصال خیر امرے مرعی نگردد کہ للہ نباشد۔"[32]

یعنی ایصال خیر میں خلوص نیت کو مقدم رکھا جائے۔ یہ اصول درج بالا حدیث کی ترجمانی کرتا ہے۔

"ثالثاً ازدحام خلائق مستوجب شکر الٰہی است۔"[33]

خلائق کا ہجوم (اکٹھا ہونا) اللہ تعالیٰ کے شکر کو واجب کرتا ہے۔ لہٰذا اغراض کی بجائے شکر الٰہی کا اسلوب اپنا کر عوام الناس کی خدمت کی جائے۔ شاہ صاحب نے مسند ارشاد پر بیٹھنے والے کے لیے تلقین فرمائی ہے کہ اس کے مسند پر بیٹھنے کا معیار صرف تقویٰ ہونا چاہیے۔ جس شخص کو بیعت کی اجازت دی جائے اسے صرف بیعت اذن کی ہی اجازت دی جائے۔

"رابعاً آنکہ چون کسے بیعت نماید بمجرد بیعت اذن ارشاد ندہ۔"[34]

اس اصول میں صاحب اذن اور صاحب ارشاد کی بیعت سے متعلق ہدایت فرمائی۔

شاہ صاحب صاحب مسند کی اہلیت و قابلیت کے حوالے سے بہت زیادہ حساس تھے۔

"خامساً آنکہ چوں قابلیت بکثرت ذکر و مراقبات و مشغولیات برائے خلافت رساند۔"[35]

اس اصول میں صاحب خلافت کی قابلیت واضح کی کہ صاحب ارشاد و خلافت وہ شخص ہے جو بکثرت ذکر و مراقبہ وغیرہ کے مشغولات میں شامل رہے۔ آپ مزید فرماتے ہیں:

"آنکہ مسئلہ وحدت وجود را شائع پیش ہر آشنا و بیگانہ نخواہید بر زبان آورد۔"[36]

"وحدت الوجود کو ہر جاننے اور نہ جاننے والے کے سامنے ذکر نہیں کرنا چاہیے۔"

عقائد کے بگاڑ میں جو چیز جڑ کی حیثیت رکھتی تھی وہ مسئلہ وحدت الوجود کی غلط تعبیریں تھیں۔ چنانچہ شاہ صاحب نے یہ اصول وضع کیا کہ مسئلہ وحدت الوجود ہر کس و ناکس کے سامنے نہ چھیڑا جائے۔ صرف استعداد پرکھنے کے بعد بر محل و موقع اس پر بحث کی جائے۔ کیونکہ وحدانیت خداوندی ہی تمام عقائد کی اصل ہے اور اندیشہ تھا کہ لوگ اس مسئلہ کی تعبیروں میں شرک کی طرف نہ چلے جائیں اور یہ اصول درج ذیل آیت قرآنی کی ترجمانی کرتا ہے۔

''لا تشرک باللہ إن الشرک لظلم عظیم۔''[37]

''آنکہ صلح باہندو و مسلمان سازند وہر کہ ازین دو فرقہ کہ اعتقاد بشما داشتہ باشند ذکر و فکر و مراقبہ و تعلیم او بگو بند کہ ذکر بخاصیت خود اورا بر بقہ اسلام خواہد کشید۔''[38]

اس اصول میں شاہ صاحب یہ فرمارہے ہیں ہندو اور مسلمان کا صلح کے ساتھ رہنا سازگار ہے ان دونوں قوموں کے لیے بھی اور اسلام کی بقاء کے لیے بھی خوش آئند ہے۔ یہ اصول مذہبی ہم آہنگی اور دین متین کی ترویج و اشاعت کے لیے نہایت اہم ہے۔

قرآن مجید نے تقویٰ اختیار کرنے کے بعد صالحین کی محبت کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

''یٰایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصٰدقین''[39]

''اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

قرآن مجید کی اس آیت کی مطابقت میں شاہ صاحب نے اپنے مریدین کو یہ اصول دیا۔

اس اصول میں مریدں کو ادب و احترام کی تلقین کرتے ہیں کہ:

''صحبت انبیاء با اصحاب چناں بود۔''[40]

فرماتے ہیں کہ انبیاء کی صحبت دراصل انہی اصحاب چنیدہ سے ہے۔ اور یہ اصول درج ذیل حدیث کے پیش نظر ہے۔

''العلماء ورثة الانبیاء۔''[41] ''علماء (دراصل) انبیاء کے وارث ہیں۔''

آپ توبہ کی طرف رغبت دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔''[42] گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے کہ جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔''

یہ اصول قرآن مجید کی درج ذیل آیت کا ترجمان ہے۔

''یا أیھا الذین آمنوا توبوا إلی اللہ توبة نصوحا۔''[43] ''یعنی اے ایمان والو! اللہ کی طرف پکی (نصیحت آمیز) توبہ کرو۔''

آپ اپنے مریدین کو اتباع سنت کی تلقین فرماتے ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ

''کل بدعة ضلاله وکل ضلاله فی النار۔''[44] ''ہر بدعت گمراھی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لیجانے والی ہے۔''

چنانچہ آپ کا درج ذیل اصول بھی اس حدیث کا مصداق ہے۔

''از یاران خود اذن وہند مبالغہ در احیائے سنت و اماتت بدعت خواہد بود۔''[45]

''اپنے مریدین کواحیائے سنت و امانت میں بڑھنے کی تلقین اور بدعت سے اجتناب کا حکم ہے۔''

آپ مریدین کو احیائے سنت کی طرف رغبت دلاتے ہیں اور بدعات سے قطعی طور پر منع فرماتے ہیں۔ یہ اصول درج ذیل حدیث کی بناء پر ہے۔آپ بکثرت دور پاک پڑھنے کی تلقین فرماتے ہیں اور درج ذیل صیغہ پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں:

''اللھم صل وسلم علی محمد تعینک الاقدم والمظھر الاتم لاسمک الاعظم بعدد تجلیات ذاتک وتعینات صفاتک وعلی اللہ ذلک۔''[46]

حدیث میں ہے کہ ہر شخص کی ذہنی سطح کے موافق اس سے گفتگو کی جائے۔

''کلموا الناس علی قدر عقولھم۔''[47]''یعنی لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق گفتگو کیا کرو۔''

لہذا شاہ صاحب بھی مریدین سے ان کی زبان و عقل کے مطابق بات کرنے کی تلقین فرماتے ہیں کہ:

''اگر مرید عجمی باشد بیر زبان کہ داشتہ باشد تلقین فرمایند۔''[48]

''اگر مرید عجمی ہو تو اس کی زبان (فہم کے مطابق) پڑھنے کی تلقین فرمائیں۔''

آپ خلفائے مجاز کو تلقین کرتے ہیں کہ حدیث و فقہ اور سلوک کی کتب کا مطالعہ اپنے معمولات میں شامل رکھیں۔

''بمطالعہ کتب حدیث و فقہ و سلوک چون احیاء و کیمیاء و امثال ذلک چون تواریخ مشائخ پیشین بہتر است۔''[49]

''یعنی ذاتی مطالعہ کے لیے حدیث و فقہ اور سلوک کی کتب جیسے کہ کیمیائے سعادت از غزالی اور مشائخ متقدمین کی کتب کو شامل رکھنا بہتر ہے۔''

شاہ کلیم اللہ دہلویؒ سماجی برائیوں اور ان کے خطرات و اثرات سے بخوبی واقف تھے چنانچہ انہوں نے ہر ہر برائی کو اس کی جڑ سے پکڑ کر قلع قمع کرنے کی کوشش کی اسی ضمن میں جب انہوں نے لوگوں کے عقائد میں بگاڑ دیکھا تو عقائد میں اصلاح کی کوششیں کیں کیونکہ عقیدہ ہی عمل پر اثر انداز ہوتا ہے اسی طرح جب سماج میں مختلف مذہبی نظریات پائے جاتے ہیں تو پر امن معاشرے کے لیے ان نظریات میں حتی المقدور ہم آہنگی ضروری ہو جاتی ہے اور اگر ہم آہنگی پیدا نہ ہو سکے تو مختلف مذہبی نظریات کے لوگوں کو ایک ہی جگہ رہتے ہوئے اخلاقی شعار کو اپنانا چاہیے جو کہ رشتہ انسانیت میں مقدم ہے۔ شاہ صاحب نے بین المذاہب ہم آہنگی کے حوالے سے جو اقدامات کیے وہ ھندو مسلم سماج میں امن کے ساتھ ساتھ اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لیے بھی درکار ہیں۔ اسی طرح جب لوگوں میں درس و تدریس کا شغف ختم ہو گیا تو شاہ صاحب نے مدرسہ خانم بازار کی صورت میں مفت تعلیمی نظام کا اجراء کیا جہاں لوگوں کی تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ دی جاتی تھی اور تصانیف کا ایک ایسا سلسلہ شروع کیا کہ جس سے دور دراز کے وہ لوگ جو شاہ صاحب کی صحبت اختیار نہیں کر سکتے تھے وہ بھی شاہ صاحب کے نظریات سے استفادہ کریں اور مابعد کے لوگ بھی ان تصانیف کو سماجی مسائل کے حل میں مشعل راہ بنائیں۔ ان سب چیزوں کے ساتھ ساتھ مختلف سماجی طبقات کے رویوں کو سامنے رکھتے ہوئے شاہ صاحب نے ہر طبقے کی اصلاح و تربیت کا کام کیا جہاں غرباء کے لیے خانم بازار کی خانقاہ تھی وہیں امراء و سلاطین کی اصلاح

کے لیے بھی برابر کوششیں کیں۔ چنانچہ سماج کے تمام طبقات اور ان کے رویوں کو دیکھتے ہوئے شاہ صاحب نے ایسی خدمات انجام دیں جن کے دوررس نتائج سامنے آئے۔

## References


1. sarhandī, Shaykẖ āḥmad, maktūbāt īmām rabbānī, maktūb no.:125
2. muḥammad najm al-dīn, manāqib al-maḥbūbīn,Ramur, maṭbaʿmuhammad ḥassan, p:45
3. Shāh Walī Allāh Dehlwī, Anfās al-ʿārifīn, maṭbaʿ muğtabāʾī, 1917, p:90
4. Al-bukhārī,Muḥḥmad bin Ismāʿīl, al-Jāmiʿ al-ṣaḥīḥ, Hadith no.:69
5. maktūbāt kalīmī, maktūb no.:23
6. āmīr khūrd,sīar al-āaūlīāʾ, Dehlī, Charanğī lāl publishers, 1917, p:75
7. maktūbāt kalīmī, maktūb no.:21
8. Ibid, maktūb no.:22
9. Ibid, maktūb no.:34
10. faẖrī, maūlānā raḥīm bakẖsh, Shajrah al-āanwār, maṭbaʿ Dehlī, p:72
11. Murād ābādī, ḥāfiẓ Muḥammad ḥusaīn, ānwār al-ʿārifīn, Baraīlī,maṭbaʿ ṣidīqī, 1290 Hijri, p:43
12. Dehlwy shāh kalīm al-lāh , kaškaūl kalīmī, Dihlī, maṭbaʿ īūsfī, p:2
13. maktūbāt kalīmī, maktūb no.:4
14. al-ʾāḥzāb:70
15. al-naḥal:125
16. maktūbāt kalīmī, maktūb no.:21
17. Ibid, maktūb no.:24
18. Ibid, maktūb no.:35
19. Ibid, maktūb no.:6
20. Ibid, maktūb no.:116
21. Ibid
22. Al-tirmaḏī,Muḥammad bin ʿīsā, al-Jāmiʿ al-sunan,kitāb tafsīr al-Qurān al-ʿaẓīm,Baīrūt,Dār īhīāʾ turāth al-ʿarbī,1975, Hadith no.:3127
23. Al-baqrah:256
24. āli ʿimrān:64
25. al-inʿām:108
26. maktūbāt kalīmī, maktūb no.:21
27. maktūbāt kalīmī, maktūb no.:6
28. maktūbāt kalīmī, maktūb no.:27
29. Hajwaīrī,ʿalī bin ʿuthmān jalābī,kashf al-maḥjūb ,maṭbūʿah rifāhi ʿām publishers,Lahore, 1931, p:296
30. maktūbāt kalīmī, maktūb no.:96
31. Al-bukhārī,muḥammad bin Ismāʿīl, al-Jāmiʿ al-ṣaḥīḥ, bāb badʾu al-waḥī, Hadith No.:1
32. maktūbāt kalīm, maktūb no.:9ī
33. Ibid
34. Ibid
35. Ibid
36. Ibid
37. Luqman:13
38. maktūbāt kalīmī, maktūb no.:96
39. Al-taubah:119
40. maktūbāt kalīmī, maktūb no.:96

41. ābū dāuʾud,sulaīmān bin āshʿath,Sunan Abī dāuʾud,dārulkutub al-ʿilmīah Baīrūt, Hadith No.:3641
42. Ibni mājah,Muḥammad bin Yazīd,Sunan Ibni mājah,kitāb al-zuhud,Egypt, Dār iḥīāʾ al-kutub al-ʿarbī, Hadith no.:4250
43. al-taḥrīm:8
44. Al-qushaīrī,Muslim bin ḥajāj,āljāmiʿ al-ṣaḥīḥ,kitāb al-musāfirīn, Baīrūt,Dār īhīāʾ turāth al-ʿarbī, Hadith no.867
45. maktūbāt kalīmī, maktūb no.:92
46. Ibid, maktūb no.102
47. Al-qārī,ʿalī bin Muḥammad,Mirqāẗu al-mafātīḥ Sharaḥ Miškāẗuāt al maṣābīḥ Dar al fikr,2002,Hadith No.:3496
48. Kashkoak kalīmī,p:56
49. maktūbāt kalīmī, maktūb no.:7